36763/238

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت حضرات مفتیان کرام، دار الافتاء، جامعہ دار العلوم، کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعدہ

خدمت عالیہ میں عرض ہے کہ بندہ کو "خنثیٰ جانور کی قربانی" سے متعلق استفتاء کے حل میں کچھ مشکلات درپیش ہیں، راہنمائی فرما کر شفقت سے نوازیں۔

خنثیٰ جانور کی قربانی کے بارے میں فتاویٰ ہندیہ، حاشیہ شلبی، حاشیہ طحطاوی، در مختار، حاشیہ شامی اور اردو میں "امداد الاحکام، فتاویٰ دار العلوم دیوبند، فتاویٰ محمودیہ، احسن الفتاویٰ اور فتاویٰ رحیمیہ" کے اندر بغیر کسی تفصیل کے مطلقاً عدم جواز منقول ہے، ان حضرات سے متقدم فتاویٰ کے اندر بسیار تتبع وتلاش کے باوصف اس مسئلے کا ذکر نظر میں نہیں آسکا۔

البتہ ابن وہبان متوفی ۷۶۸ھ رحمہ اللہ کی اس عبارت «وعندي في عدم الجواز نظر، فإنها في نفس الأمر لا تخلو إما أن تكون ذكرا أو أنثى وعلى كل تجوز الأضحية بها» سے معلوم ہوتا ہے کہ متقدمین میں بھی اس مسئلہ پر بحث وتمحیص کا سلسلہ رہا ہے کہ جس پر «وعندي نظر» کے الفاظ سے آپ اشکال پیش فرما رہے ہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، کتاب الاضحیہ، ۴/۱۶۵، دار المعرفہ، بیروت)

لیکن اس حوالے سے مجدد الملت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی رائے مفصل اور دوسرے حضرات سے کچھ مختلف نظر آرہی ہے جو طالب عالمانہ فہم میں نہیں اتر رہی، چناں چہ آپ نے امداد الفتاویٰ کے اندر ایک سوال (جس کے اندر در مختار کی عبارت «ولا بالخنثى» کی بالتعیین مراد اور اس خنثیٰ بکرے کی قربانی کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا، جس خنثیٰ بکرے کا گوشت ذبح کرنے کے بعد پکانے سے پک گیا ہو) کے جواب میں اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ:

> "در مختار کے قول مذکور (ولا بالخنثى؛ لأن لحمها لا ينضج) کے تحت میں صاحب رد المحتار نے کہا ہے «وبهذا التعليل اندفع ما أورده ابن وهبان: من أنها لا تخلو إما أن تكون ذكرا أو أنثى وعلى كل تجوز» اس تقریر سے دو امر مستفاد ہوئے، ایک یہ کہ «لأن لحمها إلخ» علت ہے، حکمت نہیں اور ظاہر ہے کہ علت کے ارتفاع سے حکم مرتفع ہو جاتا ہے، پس جب گوشت اچھی طرح پک گیا، تو قربانی کو صحیح کہا جاوے گا۔ دوسرا امر یہ مستفاد ہوا کہ خنثیٰ سے مراد خنثیٰ مشکل ہے، مطلق خنثیٰ نہیں «كما يدل عليه قوله: لا تخلو إما أن تكون ذكرا أو أنثى» ورنہ ظاہر ہے کہ غیر مشکل کا ذکر یا انثیٰ ہونا متعین ہے، اور اس تقریر سے سوال کے دونوں جزوں کا جواب ہو گیا۔" (کتاب الاضحیہ، ۳/۵۷۱، مکتبہ دار العلوم کراچی)

ابن وہبان رحمہ اللہ کی مذکورہ بالا عبارت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ خنثیٰ جانور کی قربانی کے اندر منع کی علت عدمِ نضج نہیں، بل کہ اس کے علاوہ کسی اور چیز کو وہ منع کی علت سمجھ رہے ہیں، اسی وجہ سے انہوں نے «لا تخلو إما أن تكون ذكرا أو أنثى وعلى كل تجوز» کے الفاظ سے (اس مفروضے کی تردید میں، جو ان کے حاشیۂ خیال میں تھا) اس بات پہ زور دیا ہے کہ خنثیٰ جانور "ذکر وانثیٰ" کے علاوہ کوئی تیسری قسم کی چیز نہیں، بل کہ انہی دو میں سے کسی ایک کے اندر اس کا شمار ضرور ہوگا، لہٰذا قربانی کو جائز ہونا چاہیے۔

اسی وجہ سے علامہ طحطاوی رحمہ اللہ شارح منظومہ وہبانیہ کے حوالے سے ابن وہبان رحمہ اللہ کی مذکورۃ الصدر عبارت اور اس پر ان کا تبصرہ نقل کرنے کے بعد خود ان الفاظ «ثم ما ذكره لم ينظر إليه القائل بالمنع، وإنما نظر إلى شيئ غيره، وهو عدم النضج، فالرد عيه بما ذكر غير سديد، والله تعالى أعلم» سے تبصرہ گو ہوئے ہیں۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، کتاب الاضحیہ، ۱۶۵/۴)

یہ علامہ طحطاوی کا تبصرہ نہیں، بلکہ شارح منظومہ وہبانیہ کی عبارت ہے۔ حفیظ

گویا ابن وہبان رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا خیال درست نہیں ہے، ان کی یہ تقریر اس علت سے متعلق ہی نہیں ہے، جس پر فقہاء نے حکم کا مدار رکھا ہے اور ان کی یہ عبارت «لا تخلو إما أن تكون ذكرا أو أنثى وعلى كل تجوز» بھی اسی غیر سدید خیال پر مبنی ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ابن وہبان رحمہ اللہ کے خیال غیر سدید پر مبنی اسی "عبارت" سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ "خنثیٰ سے مراد خنثیٰ مشکل ہے، مطلق خنثیٰ نہیں «كما يدل عليه قوله: لا تخلو إما أن تكون ذكرا أو أنثى» ورنہ ظاہر ہے کہ غیر مشکل کا "ذکر یا انثیٰ" ہونا متعین ہے۔"

جب کہ خود شارح منظومہ وہبانیہ اسی عبارت کا محمل خنثیٰ غیر مشکل کو قرار دے رہے، چناں چہ انہوں نے ابن وہبان رحمہ اللہ کی مذکورہ نظر قلم بند کرنے کے بعد اس پر ان الفاظ سے «قلت: ويمكن أن لا يكون واحداً منهما، وهو المشكل» سے استدراک کیا ہے۔

مذکورہ بالا صورتِ مسئلہ سے متعلق درج ذیل امور میں راہنمائی مطلوب ہے:

۱۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ اور شارح منظومہ وہبانیہ کی عبارات میں تطبیق کی ممکن صورت کیا ہو سکتی ہے؟

۲۔ جب ابن وہبان رحمہ اللہ کی اصل عبارت ہی ایک وہم پر مبنی ہوئی، جس کو انہوں نے "وعندی نظر" کے الفاظ سے بیان کیا ہے، تو کیا اس کو بنیاد بنا کر مسئلہ قربانی میں در مختار کی عبارت «ولا بالخنثى» سے بالتعیین "خنثیٰ مشکل" مراد لیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

۳۔ جب علتِ منع عدمِ نضج کو قرار دیا گیا ہے، تو اس میں خنثیٰ مشکل اور غیر مشکل کے درمیان فرق کی کیا وجہ ہو سکتی ہے، جب کہ جملہ فتاویٰ میں مطلق عدمِ جواز منقول ہے، بل کہ اگر بیس سال کے بوڑھے اونٹ کے اندر یہی علت پائی جائے، تو شرعاً اس کی قربانی کا کیا حکم ہے؟

۴۔ قربانی میں خنثیٰ مشکل اور غیر مشکل کے درمیان حکم میں فرق کی تفصیل سابق میں بھی کسی جگہ مصرح ہے؟

۵۔ آج کے دور میں جب کہ ایسے ایسے آلات اور کیمیکلز موجود ہیں کہ لوہے کو بھی پگھلایا جا رہا ہے، اگر خنثیٰ جانور کا گوشت کسی طرح پکانے سے پک جائے، تو آیا قربانی درست ہو جائے گی یا نہیں؟

کتبہ

محمد صدیق بن محمد ابراہیم

(دار الافتاء، معہد عثمان بن عفان، ۳۶/بی لانڈی، کراچی)

(جواب منسلکہ اوراق پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

واضح رہے کہ فقہی عبارات میں میں "خنثیٰ" اگرچہ مطلق استعمال کیا گیا ہے، لیکن "مطلق خنثیٰ" سے بظاہر "خنثیٰ مشکل" مراد لینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ خنثیٰ غیر مشکل میں یا علاماتِ ذکر غالب ہوں گی یا علاماتِ اُنثیٰ غالب ہوں گی، پہلی صورت میں وہ مذکر کے حکم میں ہوگا اور دوسری صورت میں وہ مؤنث کے حکم میں ہوگا، چنانچہ امداد الاحکام (۴/۲۷۰) میں ہے:

"زید کا قول صحیح ہے کہ خنثیٰ کی قربانی جائز نہیں ہے .... اور اگر علامتِ ذکر یا انثیٰ غالب ہو تو جائز ہے کیونکہ وہ خنثیٰ نہیں ہے۔"

اور عام مذکر یا مؤنث جانور اگر بلا عیب ہو تو حضراتِ فقہاءِ کرامؒ نے ان کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے اور ان کی قربانی کے جواز میں نضجِ لحم کی قید نہیں لگائی، لہٰذا جب خنثیٰ غیر مشکل مذکر یا مؤنث ہے تو اس کی قربانی جائز ہوگی، البتہ جہاں تک "خنثیٰ مشکل" کی قربانی کا تعلق ہے تو فقہِ حنفی کی کتب میں سے بعض کتابوں مثلاً فتاویٰ عالمگیری، درِ مختار میں اور ہمارے اکابرؒ کے بعض فتاویٰ میں خنثیٰ جانور کی قربانی کو مطلقاً ناجائز لکھا ہے، اور اس کی علت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کا گوشت اچھی طرح پکتا نہیں ہے، گویا کہ "گوشت کا نہ پکنا" یہ گوشت میں ایسا عیب ہے جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں، لان کل عیب یؤثر فی اللحم یمنع (کما فی البنایۃ ۱۱/۴۶)

لیکن اس کے بر خلاف دوسری جانب اگر دیکھا جائے تو محض "عدمِ نضج" کی بناء پر خنثیٰ مشکل جانور کی قربانی کو بالکل ناجائز قرار دینا بھی مشکل ہے، اس لئے کہ اگر "عدمِ نضج" ہی کو اصل علتِ منع قرار دے کر اس کی قربانی کو بالکل ناجائز کہا جائے تو پھر بہت بڑی عمر والے جانور کی قربانی بھی ناجائز ہونی چاہئے، کیونکہ ماہرین اور قصابوں کے کہنے کے مطابق جانور کی عمر جس قدر بڑھتی جاتی ہے اس کے گوشت میں اسی قدر سختی ہوتی ہے اور اس کا گوشت جلدی نہیں پکتا، حالانکہ بڑی عمر کے جانور کی قربانی کا عدم جواز منقول نہیں، بلکہ جانور کی کم سے کم عمر کی تحدید کرنا اور زیادہ سے زیادہ عمر کی تحدید نہ کرنا خود اس بات کی علامت ہے کہ جانور چاہے جتنی بڑی عمر کا ہو اس کی قربانی جائز ہے، یہ الگ بات ہے کہ جانور کے بہت بوڑھے ہونے اور اس کے گوشت میں سختی ہونے کی وجہ سے اس کی قربانی بہتر نہ ہو، جس کو ناجائز نہیں کہا جائے گا، اور جب بڑی عمر کے جانور کی قربانی جائز ہے تو اسی طرح

(جاری ہے---)

خنثیٰ مشکل جانور کی قربانی بھی جائز ہونی چاہئے، البتہ گوشت سخت ہونے اور اچھی طرح نہ پکنے کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ مکروہ یعنی خلافِ اولیٰ کہا جاسکتا ہے۔

اگر بالفرض عدمِ نضج کی بناء پر اس کی قربانی کو بالکل ناجائز بھی کہہ دیا جائے تو حسبِ تصریح حضرت حکیم الامتؒ "عدمِ نضج" ممانعت کی علت ہوگی، حکمت نہیں، جس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ جہاں یہ علت نہ پائی جائے وہاں قربانی جائز ہونی چاہئے، اور ہم نے ذاتی طور پر جو معلومات حاصل کی ہیں ان سے یہ معلوم ہوا ہے کہ خنثیٰ جانور کے گوشت میں عموماً عدمِ نضج کی بات نہیں پائی جاتی، بلکہ جس طرح دوسرے جانوروں کا گوشت پک جاتا ہے اسی طرح خنثیٰ جانور کا گوشت بھی پک جاتا ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ تاجروں کے نزدیک بھی جانور کا خنثیٰ ہونا "عیب" شمار نہیں ہوتا بلکہ اس کی خرید و فروخت بھی دیگر جانوروں کی طرح معمول کے مطابق ہوتی ہے، اور خنثیٰ ہونے کی وجہ سے ان کی قیمت میں کوئی معتد بہ فرق نہیں پڑتا، اگر یہ معلومات درست ہوں اور خنثیٰ جانور کی قربانی کے عدمِ جواز کی اصل علت بھی یہی ہو تو چونکہ ارتفاعِ علت سے حکم مرتفع ہو جاتا ہے اس لئے خنثیٰ جانور کی قربانی مطلقاً جائز ہونی چاہئے، نیز خنثیٰ جانور کے گوشت میں مذکورہ عیب ختم ہونے کے بعد اس کی قربانی کے عدمِ جواز کی کوئی اور بنیادی وجہ بظاہر نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ یوں کہا جاسکتا تھا کہ "خنثیٰ جانور میں چونکہ "توالد و تناسل" کی منفعت بالکلیہ ختم ہوتی ہے اور ہر وہ جانور جس کی عیب کی وجہ سے کوئی منفعت بالکلیہ ختم ہو جائے اس کی قربانی جائز نہیں ہوتی، اس لئے خنثیٰ جانور کی بھی قربانی مذکورہ عیب کی وجہ سے جائز نہ ہو"، لیکن توالد و تناسل کی منفعت کے ختم ہونے کو بھی ایسا عیب قرار دینا مشکل ہے جو قربانی کے جواز سے مانع ہو، کیونکہ مجبوب جانور کی قربانی کو فقہاءِ کرامؒ نے جائز قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانور میں توالد و تناسل کی منفعت کا نہ ہونا کوئی ایسا عیب نہیں جس کی وجہ سے قربانی جائز نہ ہو۔

حاصل یہ ہے کہ اگر مذکورہ بالا معلومات درست ہوں کہ عموماً خنثیٰ جانور کا گوشت پک جاتا ہے تو چونکہ پھر خنثیٰ جانور میں قربانی کے عدمِ جواز کی کوئی اور وجہ نہیں پائی جاتی اس لئے اس کی قربانی کو ناجائز نہیں کہا جائے گا، اور ابتداءً ہی اس کی قربانی کی گنجائش ہوگی، نیز حضراتِ مالکیہؒ اور شافعیہؒ کی بعض عبارات میں بھی علامہ نوویؒ کے حوالے سے خنثیٰ جانور کی قربانی کا جواز مذکور ہے، جبکہ بعض کتبِ شافعیہ میں مطلق جواز مذکور ہے، البتہ اگر کوئی احتیاط کرے اور خنثیٰ جانور کے بجائے کوئی اور نر یا مادہ جانور ذبح کرلے تو بہتر ہے۔

(جاری ہے---)

(نوٹ: اس سلسلے میں دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی کے سابق رفیق مولانا فرحان فاروق صاحب سے بھی معلومات حاصل کی تھیں جو اس وقت "الشہیر" مذبح خانہ کے معاملات کی نگرانی کرتے ہیں، اور وہاں ذبح کے مراحل کے بعد آخر میں ڈاکٹر صاحب جانور کا گوشت چیک کرتے ہیں، انہوں نے بتایا کہ خنثیٰ جانور جو بڑے جانوروں میں کم اور چھوٹے جانوروں میں زیادہ ہوتے ہیں وہ عام طور پر خنثیٰ مشکل ہی ہوتے ہیں اور ان کے گوشت میں کوئی شکایت نہیں ہوتی، اور مارکیٹ میں خنثیٰ ہونے کی وجہ سے ان کی قیمت میں بھی کوئی خاص فرق نہیں پڑتا، زیادہ سے زیادہ اگر فرق پڑ جائے تو ڈیڑھ سو یا دو سو کا ہوتا ہے جو معمولی ہے، اور بعض پیشہ ور قصابوں نے (جن کا بارہ مہینہ (پورا سال) گوشت کا کام ہوتا ہے) بتایا کہ بعض اوقات اس جانور کی قیمت دیگر جانوروں سے زیادہ ہوتی ہے، کیونکہ یہ انوکھا جانور ہوتا ہے اور لوگ اس کو اپنے پاس رکھنا پسند کرتے ہیں۔)

العبارات الفقهية

فقہ حنفی:

تفصيل عقد الفرائد بتكميل قيد الشرائد المعروف ب"شرح منظومه ابن وهبان" للعلامة عبد البر بن محمد المعروف ب "ابن الشحنة الحلبي"

وما تجزى الخنثى و تجزى بالتى (٧٤٤) يرى صوفها قبل الأوان ينثر

اشتمل البيت على مسئلتين من القنية: الأولى: رمز لظهير الدين المرغيناني، ثم قال: قيل لا تجوز الأضحية بالخنثى لأن لحمها لا ينضج انتهى، قال المصنف:و عندى فى عدم الجواز نظر،فإنها فى نفس الأمر لا تخلو إما أن تكون ذكرا أو أنثى، وعلى كل حال تجوز الأضحية بها، قلت: و يمكن أن لا يكون واحدا منهما و هو المشكل، ثم ما ذكر لم ينظر إلى القائل بالمنع، و إنما نظر إلى شئى غيره و هو عدم النضج، فالرد عليه بما ذكر غير سديد والله أعلم، ونقل المصنف عن الشيخ محى الدين النووى رضى الله عنه :أنه وجد بقرة خنثى

حاشية الطحطاوي علي الدر المختار- (٤ / ١٦٥)

ولا بالخنثى لأن لحمها لا ينضج شرح وهبانية، وتمامه فيه

(قوله: وتمامه فيه) حيث قال نقلا عن مصنفها و عندى فى عدم الجواز نظر،فإنها فى نفس الأمر لا تخلو إما أن تكون ذكرا أو أنثى، وعلى كل حال تجوز الأضحية بها، قلت: و يمكن أن لا يكون واحدا منهما و هو المشكل،

(جاری ہے۔۔۔)

ثم ما ذكر لم ينظر إليه القائل بالمنع، و إنما نظر إلى شئ غيره و هو عدم النضج، فالرد عليه بما ذكر غير سديد والله تعالى أعلم اه

الدر المختار – (٦ / ٣٢٥)

ولا بالخنثى لأن لحمها لا ينضج شرح وهبانية، وتمامه فيه

حاشية ابن عابدين – (٦ / ٣٢٥)

(قوله لأن لحمها لا ينضج) من باب سمع. وبهذا التعليل اندفع ما أورده ابن وهبان من أنها لا تخلو إما أن تكون ذكرا أو أنثى، وعلى كل تجوز

الفتاوى الهندية – (٥ / ٢٩٩)

لا تجوز التضحية بالشاة الخنثى لأن لحمها لا ينضج

حاشية ابن عابدين – (٦ / ٣٢٥)

تجوز التضحية بالمجبوب العاجز عن الجماع، والتي بها سعال، والعاجزة عن الولادة لكبر سنها،

الفتاوى الهندية – (٥ / ٢٩٧)

ويجوز المجبوب العاجز عن الجماع والتي بها السعال والعاجزة عن الولادة لكبر سنها والتي بها كي والتي لا ينزل لها لبن من غير علة والتي لها ولد

فقہ مالکی

مواهب الجليل لشرح مختصر الخليل – (٣٦٤/٤) للطرابلسي المعروف بالحطاب

فرع: انظر التضحية بالخنثى لم أقف على نص فيه في المذهب. وقال النووي في تهذيب الأسماء واللغات لما تكلم على الخنثى وأنه نوعان الأول من له ذكر الرجال وفرج النساء والثاني من ليس له واحد منهما وإنما له خرق يخرج منه البول وغيره قال وقد وقع هذا الخنثى في البقر فجاءني جماعة أثق بهم يوم عرفة سنة أربع وسبعين وستمائة قالوا إن عندهم بقرة هي خنثى ليس لها فرج الأنثى ولا ذكر الثور وإنما لها خرق عند ضرعها يجري منه البول وسألوا عن جواز التضحية به فقلت هُم يجزئ لأنه ذكر أو أنثى وكلاهما يجزئ ليس فيه ما ينقص اللحم وأفتيتهم فيه. قال صاحب التتمة ليس في شيء من الحيوانات خنثى إلا الآدمي والإبل. قال النووي قلت: ويكون في البقر كما حكيناه والله أعلم انتهى. قلت: وما قاله رحمه الله قابل

(جاری ہے۔۔۔)

للبحث فقد يقال إن هذا عيب يوجب الخيار للمشتري فيحتمل أن يمنع الإجزاء.
وانظر قول المصنف "وفائت جزء غير خصية هل يؤخذ منه الإجزاء" والله أعلم.

فقہِ شافعی

الإقناع للشربيني – (٢ / ٥٨٩)

ويجزىء التضحية بالذكر والأنثى بالإجماع وإن كثر نزوان الذكر وولادة الأنثى نعم التضحية بالذكر أفضل على الأصح المنصوص لأن لحمه أطيب كما قاله الرافعي ونقل في المجموع في باب الهدي عن الشافعي أن الأنثى أحسن من الذكر لأنها أرطب لحما ولم يحك غيره ويمكن حمل الأول على ما إذا لم يكثر نزوانه والثاني على ما إذا كثر تنبيه لم يتعرض كثير من الفقهاء لإجزاء الخنثى في الأضحية وقال النووي إنه يجزىء لأنه ذكر أو أنثى وكلاهما يجزىء وليس فيه ما ينقص اللحم

نهاية المحتاج – (٨ / ١٣٢) للرملي

ولا تصح أي التضحية إلا من إبل وبقر عراب أو جواميس وغنم ضأن أو معز لقوله تعالى ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الأنعام ولأنها عبادة متعلقة بالحيوان فاختصتبالأنعام كالزكاة ....ويجوز ذكر وأنثى وخنثى لكن الذكر ولو بلون مفضول فيما يظهر أفضل لأن لحمه أطيب إلا أن يكثر نزوانه فالأنثى التي لم تلد أفضل منه حينئذ وعلى ذلك حمل قول الشافعي والأنثى أحب إلي وحمله بعضهم على جزاء الصيد إذا قومت لإخراج الطعام والأنثى أكثر قيمة وخصي للاتباع

حاشية البجيرمي على الخطيب – (١٣ /٢١٦)

تنبيه : لم يتعرض كثير من الفقهاء لإجزاء الخنثى في الأضحية وقال النووي : إنه يجزئ لأنه ذكر أو أنثى وكلاهما يجزئ وليس فيه ما ينقص اللحم

فتح الوهاب – (٢ / ٣٢٧)للشيخ زكريا بن محمد بن أحمد بن زكريا الأنصارى أبويحيىٰ المتوفى ٩٢٦

(وشرطها) أي التضحية (نعم) إبل وبقر وغنم إناثا كان أو خناثي أو ذكورا ولو خصيانا لقوله تعالى { ولكل أمة جعلنا منسكا ليذكروا اسم الله على ما رزقهم من بهيمة الأنعام } ولأن التضحية عبادة تتعلق بالحيوان فاختصت بالنعم كالزكاة

تهذيب الأسماء للنووى – (١ / ١٠٩٨)

أما الخنثى فضربان: أشهرهما من له فرج النساء وذكر الرجال، والثاني: من ليس له واحد منهما، وإنما له خرق يخرج منه البول وغيره لا يشبه واحدا منهما، وهذا

(جاری ہے۔۔۔)

الثاني ذكره البغوي والماوردي وغيرهما، وقد وقع هذا الخنثى في البقر، فجاءني جماعة أتى بهم يوم عرفة سنة أربع وسبعين وستمائة، قالوا: إن عندهم بقرة هي خنثى ليس له فرج الأنثى ولا ذكر الثور، وإنما لها خرق عند ضرعها يخرج منه البول، وسألوا عن جواز التضحية بها، فقلت لهم تجزئ لأنها ذكر أو أنثى، وكلاهما مجزيء، وليس فيه ما ينقص اللحم واستثبتهم فيه، فقال صاحب التتمة في أول كتاب الزكاة: يقال: ليس فيه شيء من الحيوانات خنثى إلا في الآدمي والإبل، قلت: وتكون في البقر كما حكيته.......................... والله سبحانه وتعالىٰ اعلم بالصواب

محمد حذیفه عفا اللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۶/ جمادی الاولی ۱۴۳۵ھ

۱۸/ مارچ ۲۰۱۴ء

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

۱۶/ ۵/ ۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح

۲۸/ ۵/ ۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح

۲۸-۵-۱۴۳۵ھ

الجواب صحیح

۲۹/ ۵/ ۱۴۳۵

الجواب صحیح

۱/ ۶/ ۱۴۳۵ھ